تعلیم کے دو طریقے

از امام ولی اللہ دہلویؒ

لوگوں کو خیرو بھلائی کی تعلیم دینے والے کو دو مختلف طریقوں سے تعلیم دینی پڑتی ہے۔

ایک یہ کہ لوگوں کو ان باتوں کی تعلیم دے جو ان کے اخلاق کو درست کریں اور اقامت خیر اور رائے سلیم پر مبنی معاشرتی زندگی بالخصوص ارتفاق ثانی و ثالث کے نظام کو اس طریقہ سے قائم کرنے میں مدد دیں جو رائے صواب کے مطابق ہو۔

دوسرے یہ کہ ان کو ان باتوں کی تعلیم دے جن کے ذریعے وہ خدائے بزرگ و برتر کا قرب حاصل کریں اور دار آخرت میں ان کی نجات و سعادت کے باعث ہوں۔

ایک دوسری تقسیم کے مطابق خیر کی تعلیم دو طریقوں سے دی جا سکتی ہے:

ا۔ جن باتوں کے ذریعہ انکی دنیا سنورتی ہے اور جن باتوں سے ان کو بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل ہوتا ہے ان تمام باتوں کی تعلیم دینا' جو زبانی وعظ و تذکیر کے ذریعہ بھی دی جا سکتی ہے اور قلم و تحریر کے ذریعہ بھی ان مسائل کی اشاعت کی جا سکتی ہے۔

ب۔ ان کے باطن میں پاکیزہ حالت پیدا کر دینا جس کو سکینہ اور طمانیت قلب کہا جاتا ہے جس کی تشریح ہے کہ آدمی کا دل ہر وقت آخرت کی طرف متوجہ رہتا ہے اور دار الغرور یعنی دنیا سے اعراض اور اور بے تعلقی پیدا ہوتی ہے نیز ان امور سے بھی لاتعلقی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دنیاوی زندگی سے نفس کی کلی وابستگی کے ذرائع ہیں یہ پاکیزہ حالت معلم کبھی تو موعظت پند و نصیحت کے ذریعہ پیدا کرتا ہے اور کبھی اپنی پاکیزہ مجلس و صحبت اور روحانی توجہ کے ذریعہ پیدا کرتا ہے۔

معلم ان دونوں میں سے جو بھی قسم یا طریقہ تعلیم اختیار کرے اس کے لیے لازمی شرط یہ ہے کہ وہ خود عادل و منصف مزاج اور کامل ترین نمونہ اخلاق ہو اور آخرت کی نجات و سعادت کو دنیا اور دنیا کی عیش و عشرت پر ترجیح دینے والا ہو۔

(البدور البازغہ مترجم)